سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

جمعہ - ۷ر نومبر ۱۹۷۵ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت کلام پاک اور اُس کا ترجمہ	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	۲
۳	تحریک التواء پر اسپیکر صاحب کا فیصلہ	۳۸
۴	بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء	۴۰
۵	گورنر کا اعلان برائے اختتام اجلاس	۴۵

جلد دوازدہم
شمارہ پنجم (۵)

آج کے اجلاس میں مندرجہ ذیل اراکین اسمبلی نے شرکت کی

۱ - میر چاکر خان ڈومکی
۲ - سردار غوث بخش خان رئیسانی
۳ - جام میر غلام قادر خان
۴ - مسٹر محمود خان اچکزئی
۵ - سردار انور جان کھیتران
۶ - مولوی محمد حسن شاہ
۷ - میر نصرت اللہ خان سنجرانی
۸ - میر قادر بخش بلوچ
۹ - میر صابر علی بلوچ
۱۰ - میاں سیف اللہ خان پراچہ
۱۱ - مولوی صالح محمد
۱۲ - میر شاہنواز خان شاہلیانی
۱۳ - نوابزادہ شیر علی خان نوشیروانی
۱۴ - نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی
۱۵ - میر یوسف علی خان مگسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۷ نومبر ۱۹۷۵ء
بروز جمعہ زیر صدارت اسپیکر سردار محمد خان باروزئی
صبح دس بجے شروع ہوا۔

تلاوت کلام پاک و ترجمہ

قاری عبدالمجید عاجز

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝
یٰایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی
ذکر اللہ وذروا البیع ط ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝
فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض و بتغوا من
اللہ و ذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۝

(پ ۲۸/ ۱۲ ، ع)

ترجمہ:۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کی شر سے شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے۔ تو تم اللہ کی یاد میں خطبہ و نماز کے لئے فوراً چل پڑا کرو۔ اور خرید و فروخت اور اسی طرح دوسرے مشاغل جو چلنے سے مانع ہو۔ چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم کو کچھ سمجھ ہو۔ پھر جب نماز جمعہ پوری ہو چکے تو تم زمین میں چلو پھرو اور اللہ تعالےٰ کی روزی تلاش کرو اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرتے رہو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ ۔

وقفۂ سوالات

مسٹر اسپیکر:۔ اب سوالات ہوں گے۔ مسٹر محمود خان اچکزئی اپنا سوال پوچھیں۔

***۹۰۴۔ خان محمود خان اچکزئی:۔** کیا وزیر مالیات از راہ کرم بتائیں گے کہ۔

(الف) ضلع کچھی کو ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران ترقیاتی اسکیموں کے لیے کل کتنی رقم دی گئی۔؟

(ب) ضلع کے ہر سب ڈویژن کو کتنا کتنا حصہ دیا گیا؟

(ج) کچھ سب ڈویژن اور ضلع کچھی کے دوسرے سب ڈویژنوں سے گورنمنٹ کو معدنیات اور مالیہ کی یا کسی دیگر صورت میں کتنا کتنا روپیہ سالانہ ملتا ہے؟ ہر ایک سب ڈویژن کا علیحدہ علیحدہ بتایا جائے؟

وزیر مالیات سردار غوث بخش رئیسانی: (الف) ضلع کچھی کو ۷۵-۱۹۷۴ کے دوران ترقیاتی اسکیموں کے لیے ایک کروڑ تینتیس (۳۳) لاکھ چونسٹھ ہزار روپے کی رقم دی گئی تھی۔

(ب) ضلع کچھی کے ہر سب ڈویژن کو حسب ذیل حصہ دیا گیا۔

(۱)	ڈھاڈر	۳۴ء۴۸ لاکھ روپے
(۲)	بھاگ	۲۶ء۵۳ لاکھ روپے
(۳)	کچھ	۳۳ء۸۹ لاکھ روپے

(۴) گندھاوہ ۲۸ء۴۷ لاکھ روپے

(ج) (۱) جہاں تک معدنیاتی آمدن کا تعلق ہے تو صرف بچھ سب ڈویژن میں معدنیات کی نکاسی ہوتی ہے۔ جس کی سالانہ آمدن دو سالوں میں حسب ذیل تھی

۱۹۷۴-۷۵ء	۱۹۷۳-۷۴ء
۱۶۰ء۱ ۴۱ء۳ روپے	۰۸۸ء۱ ۵۱ء۶ روپے

(۲) اس کے علاوہ حکومت کو مالیہ کی صورت میں سال ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران ضلع کچھی کے سب ڈویژنوں سے حسب ذیل آمدنی ہوئی۔

(۱)	بولان سب ڈویژن	=	۳,۵۴۳/- روپے
(۲)	ڈھاڈر سب ڈویژن	=	۱,۳۱,۴۹۷/- روپے
(۳)	بھاگ سب ڈویژن	=	۱,۸۹,۵۰۳/۳۴ روپے
(۴)	گندھاوہ سب ڈویژن	=	۲,۲۲,۵۵۵/۶۸ روپے
	کل رقم		۵,۴۲,۰۹۹/۰۲ روپے

پانچ لاکھ بیالیس ہزار ننانوے روپے اور دو پیسے

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ ضمنی سوال

آپ کے جواب کے جزو ب، کے مطابق، گندھاوا کی نسبت ڈھاڈر کو ترقیاتی اسکیموں کے لئے زیادہ رقم دی گئی ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے۔

وزیر مالیات:۔ ڈھاڈر کی ترقیاتی اسکیموں کا جائزہ لیا گیا ہوگا۔ اور ڈھاڈر میں ترقیاتی اسکیموں کے کامیاب ہونے کا زیادہ امکان دیکھا گیا ہوگا۔ اس لئے زیادہ پیسہ دے دیا گیا ہوگا۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:- دیکھا گیا ہو گا، یہ شک کی بات ہے، آپ یقین سے بتائیں کہ کیا واقعی ایسی بات ہے ؟

وزیر مالیات:- میں یقین سے کہتا ہوں کہ واقعی ایسی بات ہے ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:- ٹھیک ہے۔

میر قادر بخش بلوچ:- ضمنی سوال ۔

جواب کے جز (ج) میں معدنیات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ کچھ سب ڈویژن میں ۷۴-۱۹۷۳ء میں چھ لاکھ اکیاون ہزار اٹھاسی (۶۵۱۰۸۸) روپے ٹیکسوں میں آمدنی ہوئی، جبکہ ۷۵-۱۹۷۴ میں تین لاکھ اکتالیس ہزار ایک سو ساٹھ (۳۴۱۱۶۰) روپے کی آمدنی ہوئی اس طرح ایک سال میں گورنمنٹ کی تقریباً آدھی آمدنی کم ہو گئی، تو کیا اسی طرح ہر سال آمدنی گھٹتی رہے گی ؟

وزیر مالیات:- خدا ایسا نہ کرے کہ آمدنی گھٹتی رہے ۔ دراصل بات یہ ہے کہ ۷۴-۱۹۷۳ء میں ٹیکسوں کی مکمل وصولیابی ہو چکی ہے جبکہ ۷۵-۱۹۷۴ء کی مکمل وصولیابی نہیں ہوئی ہے ۔ اب تک جو وصولیابی ہو چکی ہے وہ میں نے بتا دی ہے ۔

میر قادر بخش بلوچ:۔ ضمنی سوال ۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ وصولیابی کبھی نہیں ہو سکے گی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سال ہمارے کان مالکان پر جتنا ٹیکس واجب الادا ہوتا ہے ۔ اتنا کسی پر نہیں ہوتا ہے ۔ اور وہ دیتے بھی نہیں ہیں ۔ اس کے لئے پتہ نہیں وہ محکمے کوشش کرتے ہیں ۔ یا حکومت کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی ہیں ۔

وزیر مالیات:۔ جناب والا! یہ تو ان کا خیال ہے ۔ اگر یہ کوئی سوال کریں تو میں اس کا جواب دوں ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ ضمنی سوال ۔

وزیر صاحب نے میرے دوست کے ضمنی سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ لکھے ہوئے جواب میں ۷۵-۱۹۷۴ء کی مکمل ٹیکسوں کی وصولیابی نہیں بتائی گئی ہے ۔ کیونکہ ابھی مکمل وصولیابی نہیں ہوئی ہے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے ۔ میرا سوال یہ تھا کہ چھ سب ڈویژن اور ضلع سبی کے دوسرے سب ڈویژنوں سے گورنمنٹ کو معدنیات یا مالیہ کی یا کسی دیگر صورت میں کتنا روپیہ سالانہ ملتا ہے ؟ تو جواب میں چھ لاکھ اکیاون ہزار اور تین لاکھ اکتالیس ہزار روپے بتائے گئے ۔ اور اب میرے ساتھی کے ضمنی سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اعداد و شمار غلط ہیں ۔ تو مجھے غلط جواب کیوں دیا گیا ؟

وزیر مالیات:۔ میں آپ کو اس بات کا جواب دے سکتا ہوں ۔ یہ

جواب غلط نہیں ہے ، بلکہ ....

مسٹر محمود خان اچکزئی :- میرا سوال واضح ہے کہ چھ سب ڈویژن اور ضلع ژوب کے دوسرے سب ڈویژنوں سے معدنیات کے ٹیکس سے کتنی آمدنی ہوتی ہے ؟ تو آپ نے مجھے یہ لکھا ہوا جواب دیا ہے ، لیکن جناب قادر بخش بلوچ کے ضمنی سوال کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ یہ اعداد وشمار صحیح نہیں ہیں

مسٹر اسپیکر :- کون سے اعداد وشمار جو مالیہ کے متعلق ہیں یا معدنیات کے ؟

مسٹر محمود خان اچکزئی :- جو معدنیات سے متعلق ہیں ، اس کے متعلق مجھے جو جواب دیا گیا ، اس کے بارے میں قادر بخش بلوچ کے ضمنی سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ غلط ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- وہ تو انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ جو ٹیکس وصول ہو چکے ہیں وہ لکھ دیئے گئے ہیں ، اب جو وصول ہی نہیں ہوئے تو وہ کیسے بتا سکتے ہیں ؟

مسٹر محمود خان اچکزئی :- میں نے پوچھا ہے کہ گورنمنٹ کی سالانہ آمدنی کیا ہے ؟

مسٹر اسپیکر:- اب تک جو آمدنی ہو چکی ہے وہ انہوں نے بتا دی اور جو وصولی نہیں ہوئی ہے تو وہ کیسے بتا دیں۔
اب اگلا سوال نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی پوچھیں۔

نمبر ۹۱۷۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی:- کیا وزیر مالیات براہ مہربانی بتائیں گے کہ

(۱) ۳۰ رجون ۷۷ء۱۹ کو حکومت بلوچستان کے ان سرکاری ملازموں کی تعداد کیا تھی۔ جن کی تنخواہوں سے جی پی فنڈ کی رقوم وضع کی جاتی تھیں۔

(۲) ۳۱ر دسمبر ۷۷ء۱۹ کو ایسے سرکاری ملازموں کی تعداد کیا تھی جن کو جی پی فنڈ کا سالانہ حساب کمپٹرولر بلوچستان کے دفتر سے وصول ہوا اور اُن میں سے ان ملازموں کی تعداد کیا تھی جن کے حسابات صحیح تھے اور ان ملازموں کی تعداد کیا تھی جن کے حسابات غلط تھے۔

(۳) حکومت بلوچستان کے اُن پنشن یافتہ ملازموں کی تعداد کیا ہے۔ جن کو جی پی فنڈ کی رقوم ابھی تک ادا نہیں کی گئیں۔

(۴) حکومت بلوچستان کے اُن سرکاری ملازمین کی تعداد کیا ہے جو فوت ہو گئے ہیں۔ اور اب تک ان کے پس ماندگان کو جی پی فنڈ کی رقوم نہیں ملیں؟

وزیر مالیات

(۱) ۳۰ رجون ۷۷ء۱۹ کو ایسے سرکاری ملازمین کی تعداد جن کی تنخواہوں سے جی پی فنڈ کی رقم باقاعدگی سے وضع کی جاتی تھی کل ۸۰۰۰ تھی۔

(۲) تقریباً ان تمام ملازمین کو جی پی فنڈ کے سالانہ حسابات کی سلپیں بھیجی

جا چکی ہیں۔

(۳) ایسے کل افراد کی تعداد ۳۱ ۔ دسمبر ۷۷ء کو ایک سو چھیاسی تھی۔

(۴) ایسے کل افراد کی تعداد ۳۱ ۔ دسمبر ۷۷ء کو ۳۶ تھی۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

***۹۱۸۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی:۔** کیا وزیر مالیات بتائینگے کہ

(ا) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت بلوچستان کے حکم سے جی پی فنڈ کی رقوم کا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کاٹنا لازمی ہے؟

(ب) اگر جزو (ا) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ کا بل کنٹرولر بلوچستان کا دفتر پاس نہیں کرتا۔ جب تک جی پی فنڈز کی رقم اس کی تنخواہ سے وضع نہ کرلی جائے اور اس رقم کا شیڈول ساتھ نہ لگا ہو۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکاری ملازم کو مسنگ کریڈٹ (missing credit) کے لئے ذمہ دار گردانا جاتا ہے اور اُن کے بارے میں سرکاری ملازمین سے دوبارہ اطلاعات مانگی جاتی ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور (missing credit) کس طرح ہوتے ہیں۔

وزیر مالیات

(الف) یہ حقیقت ہے کہ جی پی فنڈ کی رقم ہر اُس سرکاری ملازم کی تنخواہ

سے وضع کرنا لازمی ہے ۔ جس کی مدت ملازمت دو سال ہو چکی ہو ۔

(ب) یہ بھی ایک حقیقت ہے ۔

(ج) جی پی فنڈ کے حساب کو بہتر بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے مرکزی

(ڈی) حکومت کئی تجاویز پر غور کر رہی ہے جس سے یہ توقع ہے کہ اس مسئلہ کا مستقل حل نکل آئے گا ۔

٭۹۴۳ میر صابر علی بلوچ

کیا وزیر صنعت وحرفت فرمائیں گے کہ

بلوچستان میں صنعتی ترقی کے لئے کیا کیا اقدام کئے جا رہے ہیں ۔ کون کون سی صنعتیں قائم کی جا رہی ہیں ۔ نیز ضلع مکران میں کون کون سی صنعتیں لگائی جا رہی ہیں ۔

وزیر صنعت وحرفت (میاں سیف اللہ خان پراچہ)

بلوچستان کی صنعتی ترقی کے لئے بہت سے اقدام کئے جا رہے ہیں ۔ صوبہ میں مختلف مقامات پر سرکاری اور نجی شعبوں میں صنعتی ترقی کی اسکیموں پر خاطر خواہ عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ مثلاً کوئٹہ میں ایک گھی مل پایۂ تکمیل کو پہنچنے والی ہے ۔ مٹیل ڈیرہ میں ایک گھی مل پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے ۔ فیرو کروم، سلفر اور رائیس ملز کے منصوبہ جات کی تکمیل آخری مراحل میں ہے ۔ بیرائٹ پروجیکٹ کی تکمیل بھی آخری مراحل میں ہے ۔ دو عدد ٹیکسٹائل ملوں کے لئے جگہ حاصل کی جا چکی ہے ۔ اور مشینری درآمد کرنے کے لئے آرڈر دیئے جا چکے ہیں ۔ سیمنٹ کی فیکٹری قائم کرنے کے لئے بھی ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

حکومت بلوچستان نے نجی شعبے میں صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے اس وقت تک ۶۷ غیر اعتراضی سرٹیفیکیٹ جاری کئے ہیں ۔ یہ کارخانہ جات

مختلف جگہوں پر لگائے جائیں گے۔ ان کارخانہ جات میں کپڑا بننے کے کارخانے صابن بنانے کے کارخانے، ٹی وی وٹرانسسٹر کے پرزہ جات کو جوڑنے کے کارخانے موٹر سائیکل، ماچس، تولیے اور بنیان، ماربل کی مصنوعات، پلاسٹک کی مصنوعات بنانے کے کارخانے، برف خانے، فلور ملز، سرد خانے اور ہوٹل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جوتے بنانے کا کارخانہ، موٹر سائیکل بنانے کا کارخانہ، ماربل کی مصنوعات بنانے کا کارخانہ اور لکڑی کی مصنوعات بنانے کا کارخانہ، انڈسٹریل اسٹیٹ کوئٹہ اور اوتھل میں زیر تکمیل ہیں۔ حکومت بلوچستان نے سرکاری شعبے میں اس وقت تک ۷۵ مراکز سمال انڈسٹریز دنگ کے تحت قائم کئے ہوئے ہیں جن میں سے ۴۹ مراکز دستکاری وغیرہ اور ۲۶ مراکز قالین بافی اور دستکاری کے ہیں۔ ان مراکز میں تربیت حاصل کرنے والوں کی تعداد ۱۹۴۹ ہے۔ جن میں ۳۴۳ افراد قالین بافی کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ مزید تقریباً ۱۵ ہزار مستورات ورکرز کو دستکاری کے مراکز سے کام مہیا کیا جاتا ہے۔

محکمہ صنعت وحرفت نے مالی سال ۷۶-۱۹۷۵ء میں قالین بافی کے ۱۶ مراکز قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ یہ مراکز صوبے کے مختلف علاقوں میں قائم کئے جائیں گے۔ ان میں بیشتر مراکز کی تعمیر کا کام شروع کیا جا چکا ہے مزید براں حکومت کشیدہ کاری کے ۳۰ مراکز بھی صوبے کے مختلف حصوں میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بشرطیکہ مارکیٹ کے حالات اس قابل ہوں کہ ان مراکز کے مال کی خاطر خواہ کھپت ہو سکے۔

مزری "پیش" (جو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں کثیر مقدار میں پائی جاتی ہے) کے صنعتی استعمال کے امکانات کا تجزیہ کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ نجی شعبے میں چھوٹے اداروں کی مالی امداد کے لئے حکومت بلوچستان میں انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بنک آف پاکستان سے بھی ایک معاہدہ کیا ہوا ہے۔ جس کے تحت چھوٹی صنعتوں کی اسکیموں کو سرمایے کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ مزید براں مالی بحران کو بلوچستان میں صنعتوں کے قیام اور

ان کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فراخدلانہ پالیسی اختیار کرنے کے لیے بھی کہا گیا ہے ۔

بلوچستان میں صنعتی ترقی کے سلسلے میں حکومت پاکستان نے بھی فراخدلانہ پالیسی وضع کی ہے ۔ جس کے تحت سرمایہ میں دس فی صد کے منافع تک انکم ٹیکس کی چھوٹ ہوگی ۔ یہ چھوٹ ان کارخانہ جات کے لئے ہوگی جو جولائی ۱۹۷۵ء سے جون ۱۹۸۱ء کے درمیان چالو ہوں گے ۔ ۳۰ فی صد ٹیکس کریڈٹ اسکیم بھی بلوچستان کے صوبے کے لئے منظور کی گئی ہے ۔ مزید براں ۱۵ فی صد ڈیپریسی ایشن الاؤنس کی رعائت بھی بلوچستان کے صوبہ کیلئے دی گئی ہے ۔ پانچ فی صد سپر ٹیکس کی رعائت بھی اس صوبے کے لئے موجود ہے ۔

بلوچستان کے مختلف علاقوں مثلاً چھٹ پٹ اور جنڈران میں تیل کی تلاش کا کام کیا جا چکا ہے ۔ مکران کے ساحلی علاقہ میں اور مری کے علاقے میں تیل کی تلاش کے لئے کام کیا جا رہا ہے ۔

ضلع مکران میں مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں ۔

(۱) کشیدہ کاری کا مرکز (تربت)

(۲) چمڑے پر کشیدہ کاری کا مرکز (تربت)

محکمہ صنعت و حرفت ضلع مکران میں مندرجہ ذیل مراکز قائم کرے گا ۔

(۱) قالین بافی کا مرکز (تربت)

(۲) قالین بافی کا مرکز (پنجگور)

علاوہ ازیں اگر مارکیٹ کے حالات نے اجازت دی تو کشیدہ کاری کا ایک سنٹر شہ رگ میں اور ایک سنٹر بلیدہ میں کھولا جائے گا ۔ یہ مقامات ضلع مکران میں ہیں ۔

مندرجہ بالا اقدامات کے پیش نظر یہ بات واضح ہے کہ بلوچستان کی صنعتی ترقی کو عام کرنے کے لیے ہر قسم کے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں

جناب اسپیکر ! یہ سوال کچھ VAGUE تھا۔ اس لئے اس کا جواب اتنا لمبا ہوگیا۔ امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

مسٹر اسپیکر:- ٹھیک ہے جی۔

میر صابر علی بلوچ:- (ضمنی سوال) وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ مزری یا پیش جو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں کثیر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اس کے استعمال کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تو کیا میں وزیر صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کیا کیا ضروری اقدامات کئے جا چکے ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت:- جناب اسپیکر ! مزری یعنی پیش کی پیداوار بڑی کثرت سے ہوتی ہے۔ ہرنائی، خضدار، جھالاوان اور تقریباً سارے بلوچستان میں ہر جگہ ماسوائے سرد علاقوں کے (ایک آواز- "مکران میں بھی ہوتی ہے") جی ہاں ! مکران میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ پیش سے بہت سے فائدے اٹھائے جاتے ہیں۔ مثلاً اس سے جھونپڑیاں بنتی ہیں اور رسیاں بھی بنائی جاتی ہیں اور اس طریقے سے اسے کام میں لا رہے ہیں (ایک آواز، چٹائیاں بھی بنائی جاتی ہیں) جی ہاں چٹائیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ تو محکمہ صنعت نے یہ محسوس کیا کہ یہ قیمتی چیز ہے۔ اور اس پیش کے اندر ایک قسم کا ریشہ بھی ہوتا ہے جو guice کہلاتا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکے چنانچہ پچھلے سال میں خود پی، ایس، آئی، آر کے اعلیٰ افسروں سے لاہور میں ملا۔ میرے سیکریٹری صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم دونوں نے وہاں

پر اس کے متعلق بات کی انہوں نے ہماری جو دلیل تھی اس کو قبول کیا۔ انہوں نے تجربات شروع کئے ہیں کہ پیش کا ریشہ نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اس سے نہ صرف بہت کچھ حاصل ہوگا بلکہ اس میں سے چربی بھی نکالی جا سکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ ادویات کے اجزاء نکلنے کے امکانات بھی ہیں۔ لیکن اس کے بارے میں ہمیں جو سرسری رپورٹ ملی وہ زبانی ہے۔ تحریری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ اس سے بوریاں بھی بنائی جا سکتی ہیں۔ جو کہ جیوٹ کی بوریوں کی جگہ لے لیں گی۔ اور اس کے علاوہ ہم چھوٹی رسیاں بھی بنا سکتے ہیں۔ اور بھی اس قسم کی چیزیں بن سکتی ہیں۔ اب اس کے صحیح استعمال کے لئے لازمی ہے کہ اس کا ایک انڈسٹریل فارمولا بنایا جائے کہ کس طریقے سے اس کو استعمال کر سکیں ہم اس کے کارخانے design کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد ہم اس لائق ہوں گے کہ اچھی قسم کی پیش کے ریشہ سے کھڈیاں نکالیں۔ اور جیوٹ کی بجائے پیش سے بوریاں تیار کریں لیکن یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ اور میں آپ کی وساطت سے اپنے ممبر صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ اس پر کم از کم پانچ سال لگیں گے کیونکہ ابھی اس کو settle کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیش بہت بڑی چیز ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو اس طرح جناب میں سمجھتا ہوں کہ کافی ردّ و بدل ہو جائے گا اس کی وجہ سے ہم درآمدات سے بھی بچ سکیں گے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اس کے علاوہ جو جنگلی پیش ہوتی ہے۔ اس کی فصل ہم زرعی بنیادوں پر کاشت کریں گے۔ اور یہ نوبت آسکے تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ ابھی ہم ابتدائی مراحل میں ہیں۔

میر قادر بخش بلوچ:۔ (ضمنی سوال) کیا وزیر صنعت یہ بتائیں گے کہ اس وقت وہ کہتے ہیں کہ پیش جیوٹ کا نعم البدل ہوگا۔ اور اب جبکہ جیوٹ کی قیمت روزانہ گر رہی ہے اور وہ خسارے میں جا رہی ہے تو کیوں

نہ ہم پٹیش کو کسی ایسے استعمال میں لائیں جس سے فائدہ حاصل ہو۔ بجائے اس کے کہ کسی ایسی شے کے بدلے میں اس کو لائیں جس کی قیمت روزانہ گھٹ رہی ہے۔

وزیر صنعت و حرفت:- یہ تو ممبر صاحب کا خیال ہے۔ کہ جیوٹ کی قیمت گر رہی ہے بین الاقوامی سطح پر تو ہر چیز کی قیمت گر رہی ہے۔ مثلاً سوت ہے کپڑا ہے۔ ان سب کی قیمتیں گر رہی ہیں۔ اور شاید بین الاقوامی منڈی میں جیوٹ کی قیمت بھی گر رہی ہے۔ لیکن یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ مگر یہ چیز اس طرح نہیں ہے۔ اور اس پر توجہ دینی چاہیئے۔ اور ابھی اس کی نوعیت کے بارے میں نہیں بتایا جا سکتا۔ کہ ہم اس تجربے میں کامیاب ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ یہ تو ایک ٹیکنیکل سوال ہے۔ اس کا جواب اور بہت سے دوسرے جوابات تو پی، سی، آئی، آر کی رپورٹ کے بعد ہی معلوم ہو سکیں گے۔ کہ ہم اس پر کارخانے لگا سکیں گے یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ ECONOMICALLY FEASIBLE ہوگا یا نہیں ہوگا۔ دنیا میں طریقہ یہ ہوتا ہے کہ سائنس کے تجربات اور تحقیقات ہوتے ہیں کیونکہ ابھی تو ابتدائی مرحلہ ہے۔

میر صابر علی بلوچ:- (ضمنی سوال) میں نے جو پوچھا تھا اسے وزیر صاحب نے بڑی صفائی کے ساتھ گول مول کر دیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ پٹیش کو استعمال کرنے کے کیا امکانات ہیں اور اس کے لیئے کیا کیا ضروری اقدامات کیئے جا رہے ہیں۔ اور انہوں نے بتایا کہ ہم اس سے یہ بنا سکتے ہیں وہ بنا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں تو یہ بتائیں کہ آپ اس کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ آپ نے رپورٹ تیار کی ہے یا نہیں؟

وزیر صنعت و حرفت:۔ تو کیا آپ خالی پیش کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ دہ تو میں نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے جس کے متعلق بھائی محمود صاحب نے بھی کہا کہ میں نے تقریر کر دی۔ اس سلسلے میں جیسا کہ عرض کیا گیا ہے۔ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔

پی سی، آئی، آر ایک مرکزی ادارہ ہے۔ اور اس وقت تک جبتک وہاں سے رپورٹ نہیں آئے گی۔ اس وقت تک ہم کوئی اسکیم نہیں بنا سکتے ہیں اور نہ اس کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ دوسرے جیسا کہ آپ کا سوال تھا۔ اس کے مطابق ہمیں جواب دینا تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ تو عرض ہے کہ محکمہ صنعت ایسی چیزوں پر توجہ دے رہا ہے۔ اور بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ جو کہ ابتدائی مراحل میں ہیں۔ ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر معزز ممبر اس کے متعلق بھی پوچھیں گے تو ہم انہیں بتائیں گے۔

میر قادر بخش بلوچ:۔ ضمنی سوال، جناب والا! ہمارے وزیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس سے روغن بھی نکلتا ہے۔ تو میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا صنعتی نقطۂ نگاہ سے ہم اسے چلتی گمی میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔؟

وزیر صنعت:۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ صنعتی استعمال کا روغن شاید نکلے۔ اس کی ابتدائی رپورٹ میں ہے کہ اس میں روغن کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ یہ کس کام آئے گا؟ تو عرض ہے کہ صنعتی کاموں میں تو ضرور کام آئے گا اور خوراک کے لئے یہ کام آتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق میں ابھی کچھ نہیں کہہ

سکتا ہوں ۔

میر صابر علی بلوچ :- جناب والا! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کوئٹہ میں ایک گھی مل پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا ہے ۔ ٹمپل ڈیرہ میں ایک گھی مل پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے ۔ فیروکردم، سلفر اور رائیس ملز کے منصوبہ جات کی تکمیل آخری مراحل میں ہے ۔ اور بیرائیٹ پراجیکٹ کی تکمیل بھی آخری مراحل میں ہے تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ کن جگہوں پر بنائے جا رہے ہیں ؟ یعنی فیروکرم سلفر، رائیس اور بیرائیٹ وغیرہ کے پراجیکٹ ۔

وزیر صنعت وحرفت :- جیسا کہ سوال کے جواب میں کہا گیا ہے تو میں جناب اسپیکر کی اجازت سے دوبارہ مختصراً پڑھ کر سناتا ہوں فیروکردم سلفر اور رائیس ملز کے منصوبہ جات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں یعنی کہ feasibility رپورٹ final ہو گئی ہے یعنی یہ آخری مرحلہ میں ہے ۔ یہ تو میں نے نہیں کہا کہ وہ لگ رہے ہیں ابھی تو feasibility رپورٹ آخری مراحل پر ہے ۔ ہاں سلفر کے متعلق ہم غور کر رہے ہیں کہ اس کے لئے کون سی جگہ ہونی چاہیئے اس کے لئے ایک تو کوئٹہ اور دوسرے لوکنڈی زیر غور ہے ۔ ہم معاشی نکتہ نگاہ سے غور کر رہے ہیں کہ دونوں میں سے کہاں لگایا جائے ہماری دلی خواہش تو یہ ہے کہ یہ منصوبہ ہم لوکنڈی میں لگائیں لیکن بہت سی وجوہات کی بناء پر اور معاشی نقطہ نگاہ سے ہمیں کوئٹہ میں لگانا پڑے گا لیکن ابھی رپورٹ چل رہی ہے ۔ دوسرے فیروکردم کی جو feasibility رپورٹ چل رہی ہے وہ مسلم باغ اور رائیس مل چھٹ پٹ کے علاقہ کے لئے ہیں ۔

میر قادر بخش بلوچ :- (ضمنی سوال) جناب والا! صفحہ نمبر ۲ پر وزیر

صاحب نے کہا ہے کہ نجی شعبے میں چھوٹے صنعتی اداروں کی مالی امداد کے لئے حکومت بلوچستان نے انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بنک آف پاکستان سے بھی ایک معاہدہ کیا ہے۔ جس کے تحت چھوٹی صنعتوں کی اسکیموں کو سردے کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ تو اب تک کن کن صنعتوں کو کیا کیا سہولتیں مہیا کی گئیں ؟

وزیر صنعت و حرفت:۔ جناب اسپیکر! یہ سوال خود بڑا لمبا اور VAGUE تھا۔ اس کے لئے مجھے نیا نوٹس چاہیئے۔

مسٹر اسپیکر:۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب سات نومبر کے سوالات ہوں گے۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی اپنا سوال پوچھیں۔

*** ۹۲۰۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی:۔** کیا وزیر اعلےٰ صاحب ازراہ کرم بتائیں گے کہ

(الف) نظامت معدنیات و قدرتی وسائل کے ان افسروں کے نام کیا ہیں۔ جنکے خلاف گذشتہ تین برس سے شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔

(ب) ان میں سے کن کن افسروں کے خلاف کارروائی کی گئی اور کارروائی کے نتائج کیا ہوئے ؟

(ج) کن کن افسروں کی مسلیں چیئرمین گورنر انسپکشن ٹیم نے طلب کی تھیں اور کیا ان کی مسلیں بھجوائی گئی تھیں یا نہیں۔

(د) اگر مسلیں نہیں بھجوائی گئیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ

(الف) گذشتہ تین برسوں میں نظامت معدنیات کے مندرجہ ذیل افسران کے متعلق شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔

ا۔ **مسٹر محمد رفیق ڈرائینگ و سروے آفیسر:-** اس آفیسر کے متعلق انٹی کرپشن نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور آفیسر مذکور کو بری قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چند دیگر شکایات اس افسر کے خلاف موصول ہوئی ہیں جس کے بارے میں تحقیقات جاری ہے۔

۲۔ **مسٹر جاوید احمد جیالوجسٹ:-** اس آفیسر کے خلاف متعدد الزامات پر ایک تفصیلی تحقیقات کی گئی اور نتیجتاً افیسر مذکور کو ہر الزام سے بری قرار دے دیا گیا۔

(۳) **مسٹر صلاح الدین اسسٹنٹ ڈائرکٹر:-** اس آفیسر کے متعلق تحقیقات کی گئی اور نتیجتاً اس کی ترقی ایک سال کے لئے روک دی گئی۔

۴-(۱) **مسٹر محمد افضل بلوچ اسسٹنٹ ڈائرکٹر:-**

(۲) **مسٹر محمد رفیق سروے اینڈ ڈرائینگ آفیسر:-** ان ہر دو آفیسران کے خلاف ملک سلفر کمپنی مختلف مضامین کی شکایتی درخواستیں دیتی رہی ہے۔ جو کہ بعد دریافت بے بنیاد پائی گئیں۔

(ب) جواب (ا) میں آچکا ہے۔

(ج) چیئرمین انسپکشن ٹیم نے کسی آفیسر کی ذاتی مسل طلب نہیں فرمائی صرف مسٹر جاوید احمد کے کیس میں ایک مسل طلب کی گئی جو اُن کو بھجوائی گئی۔ البتہ انسپکشن ٹیم کے توسط

ہے جو بھی رپورٹیں یا درخواستیں افسران کے خلاف موصول ہوتی رہی ہیں ، ان پر کارروائی لازمہ کر کے چیئرمین انسپکشن ٹیم کو مطلع کیا جاتا رہا ہے ۔

(د) جواب (ج) میں آچکا ہے ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی :- جناب والا ! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس آفیسر کے خلاف متعدد الزامات پر ایک تفصیلی تحقیقات کی گئی اور نتیجتاً آفیسر مذکور کو ہر الزام سے بری قرار دیا گیا تو کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ تحقیقات کس نے کیں اس کے لئے کون سے آدمی تھے یا کون سی کمیٹی تھی ۔

وزیر اعلیٰ :- اس کیس کے لئے ضرور کوئی تحقیقاتی آفیسر مقرر کیا گیا ہوگا ۔ لیکن چونکہ یہ ایک نیا سوال ہے ۔ اس کے لئے مجھے نیا نوٹس چاہئے پھر میں بتاؤں گا کہ کس قسم کی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی تھی ۔

مسٹر اسپیکر :- جام صاحب یہ تو ضمنی سوال ہے کہ کس آفیسر نے تحقیقات کی ہے ۔ اور یہ جو آپ نے بتایا کہ اس کے خلاف تحقیقات ہوئی اور اس کو ہر الزام سے بری قرار دے دیا گیا ۔ تو ضمنی سوال یہ ہے کہ کس آفیسر نے تحقیقات کی ؟

وزیر اعلیٰ :- جناب والا ! یہ پوچھا گیا ہے کہ کس آفیسر نے تحقیقات کی ۔ تو یہ بالکل نیا سوال ہے ۔

مسٹر اسپیکر:۔ یہ اسی سوال کی ضمن میں آتا ہے کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ اس کی تحقیقات کروائی گئی اور وہ ہر الزام سے بری قرار دیا گیا۔
(قطع کلامیاں)

وزیر اعلیٰ:۔ میرے پاس اس وقت اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ بعد میں میں بتا سکوں گا کہ کس آفیسر نے تحقیقات کی۔

مسٹر اسپیکر:۔ ان کے پاس اس وقت اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ ضمنی سوال۔ سوال کے جواب جزو (الف) کے حصہ چار میں کہا گیا ہے کہ مسٹر محمد افضل بلوچ اسسٹنٹ ڈائریکٹر، مسٹر محمد رفیق سروے اینڈ ڈرائینگ آفیسر۔ ان ہر دو آفیسران کے خلاف ملک سلفر کپنی مختلف مضامین کی شکایتی درخواستیں دیتی رہی ہے۔ جو کہ بعد دریافت بے بنیاد پائی گئیں۔ بعد میں دریافت سے بے بنیاد کیسے پائی گئیں اور کس نے بے بنیاد قرار دیا۔

مسٹر اسپیکر:۔ بعد دریافت بے بنیاد پائی گئیں۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ جی ہاں۔

وزیر اعلیٰ:۔ ایسی بہت سی درخواستیں آئی ہیں۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ جناب میں ان درخواستوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا ہوں کہ کیسے بے بنیاد قرار پائی گئیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ تحقیقات کس نے کی؟ آپ بڑے رحم دل ہیں۔ آپ ہر ایک کو معاف کر دیتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں اپنے معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی شخص پر اگر کوئی ٹھوس الزامات عائد ہوئے اور وہ الزامات درست ثابت ہوئے تو حکومت ایسے کسی شخص کو معاف نہیں کرے گی۔ لیکن حکومت یہ بھی نہیں چاہتی ہے کہ بغیر کسی جرم کے کسی شخص کے خلاف کارروائی کی جائے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ ایسی حکومت سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ ایک آدمی پر متعدد الزامات ہیں اور وزیر اعلیٰ کو علم نہیں کہ اس کی تحقیقات کس نے کی۔

وزیر اعلیٰ:۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اس کی تحقیقات ڈائریکٹر

انڈسٹریز نے کی ہے ۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال ۔

***۹۲۳۔ میر صابر علی بلوچ:۔** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بتائیں گے کہ

(الف) کراچی اور کوئٹہ کے درمیان گندم کی سپلائی کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے ہیں ؟

(ب) کیا یہ سچ ہے کہ ٹرین کی موجودگی میں ٹھیکہ سپلائی گندم ٹرکوں کے ذریعہ دیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ٹرین اور ٹرک کے ذریعہ سپلائی کے نرخوں میں کتنا تفاوت ہے ۔

وزیر خوراک (سردار غوث بخش خان رئیسانی)

(الف) کراچی اور کوئٹہ کے درمیان گندم کی سپلائی کے لئے ریل اور روڈ کے ذرائع اختیار کئے گئے ہیں ۔

(ب) جی ہاں

(ج)

خرچہ فی بوری بذریعہ ریل	خرچہ فی بوری بذریعہ ٹرک
۸-۸۰ روپے	۱۱-۷۰ روپے

فرق فی بوری

۲-۹۰ روپے

میر صابر علی بلوچ:۔

ضمنی سوال ۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ دونوں ریل اور ٹرک کے ذرائع استعمال کئے گئے ہیں۔ جس میں ٹرک کا خرچہ گیارہ روپے ستر پیسے اور ریل کا خرچہ آٹھ روپے اسی پیسے ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ٹرک سے مال محفوظ نہیں پہنچ سکتا۔ جتنا ریل کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اس طرح ٹرک کے ذریعہ تو دو روپے نوے پیسے زیادہ خرچ بھی آتا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ انہوں نے ٹرک کے ذریعہ کیوں منگوایا کیا انہیں ریل کی ویگن یا بوگیاں نہیں ملیں؟

وزیر خوراک:۔

جناب والا! یہ سوال تو نہیں تھا بلکہ ایک تقریر تھی۔ لیکن میں اس کا جواب مختصر دوں گا۔ میں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ ہم ریل اور روڈ کے ذریعہ گندم منگاتے ہیں۔ تو روڈ کے ذریعہ ہم بھی نہیں چاہتے کہ منگائیں۔ مگر مجبوراً ہمیں منگوانی پڑتی ہے۔ کیونکہ جتنے ویگن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے اتنے ویگن ہمیں نہیں ملتے۔ اس لئے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گندم کی ضرورت ہوتی ہے اور ویگن نہیں ملتے تو فوراً وہاں سے ٹرک کے ذریعہ منگاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ویگن کئی کئی جگہ رک کر آتے ہیں، سکھر میں رکتے ہیں اور پھر سبی میں رکتے ہیں۔ جبکہ یہاں حالت ایسی ہوتی ہے کہ ویگن کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ تو مجبوراً ٹرک کے ذریعے گندم منگایا جاتا ہے۔

میر صابر علی بلوچ:۔

میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنے سوال کا جواب صحیح نہیں ملا کہ ٹرک تو مہیا ہیں اور ویگن مہیا نہیں ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک:۔ میں ایوان کے فلور پر یہ بیان دے رہا ہوں کہ ہم جتنے ویگن مانگتے ہیں اتنے ویگن نہیں ملتے۔ کیونکہ سارے ملک میں ویگن کی کمی ہے کھاریاں سے پشاور تک بہر ویگن چلتے ہیں میں خود بھی وہاں گیا تھا اور وزیر صاحب سے بھی ملا ہوں تو ملنے کے بعد کچھ دن تو ویگن پورے ملتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر اسی طرح کمی ہو جاتی ہے۔ پھر جب کمی ہو جاتی ہے اور ہم مقررہ تاریخ تک گندم نہیں اٹھاتے ہیں تو ہمارا جتنا کوٹہ ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح سے یہاں کمی ہو جاتی ہے اور جب تک ہم پچھلی کھانڈ اٹھاتے ہیں دوسرا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کو کھانڈ کی ضرورت ہی نہیں ہے اور دوسرے موسم میں کوٹہ کم کر دیتے ہیں۔ جب ایسا سوال پیدا ہو جاتا ہے تو مجبوراً ٹرک کے ذریعہ ہم گندم وغیرہ منگواتے ہیں۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ چونکہ کھانڈ کا ذکر آیا ہے اس لئے میں بھی ایک ضمنی سوال کروں گا کہ یکم اکتوبر کو پندرہ سو ٹن کھانڈ آپ کو ملی تھی اور کھانڈ اٹھانے کا وقت بھی آپ کے پاس کافی تھا پھر بھی آپ نے ٹرک کو ترجیح دی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک:۔ یہ تو سوال نہیں تھا۔ میں نے ایسے ہی ذکر کر دیا اس کی صورت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمیں اتنے ویگن نہیں ملتے ہیں جتنے کہ ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ جناب میں عرض کر دوں کہ یکم اکتوبر سے یکم نومبر تک ایک ماہ میں کھانڈ اٹھانی تھی لیکن آپ نے پھر بھی ٹرک کو ترجیح

دی ۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے ؟

وزیر خوراک:۔ اس لیے کہ ہمیں ویگن نہیں مل رہے جتنی ضرورت ہے اتنے نہیں ملتے یہی وجہ ہے ۔

میر قادر بخش بلوچ:۔ ضمنی سوال ۔ جناب والا ! ضمنی سوال یہ ہے کہ صنعت کار کو تو ویگن اپنے کرو م ، ماربل اور کوئلہ پہنچانے کے لیے دھڑا دھڑ ملتے ہیں ۔ یعنی صنعت کار کو تو اپنے پرائیویٹ کام کے لیے بوگیاں مل جاتی ہیں لیکن ہماری گورنمنٹ کو بوگیاں نہیں ملتی ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ کیا یہ حکومت یا محکمہ کی نااہلی نہیں ہے ۔

مسٹر اسپیکر:۔ اس کا تو جواب آچکا ہے ۔ آپ غیر ضروری طور پر طول دے رہے ہیں اس معزز ایوان میں کہا گیا ہے کہ ویگن نہیں ملتے اور سارے پاکستان میں ویگن کی کمی ہے ۔

میر قادر بخش بلوچ:۔ جناب والا ! صنعت کار کو اپنے کام کیلئے مل جاتے ہیں اور سب کو ملتے ہیں ۔ تو گورنمنٹ کو کیوں نہیں ملتے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر:۔ صنعت کار کا تو یہاں سوال نہیں ہے

وزیر خوراک :- جتنے ہم مانگتے ہیں اتنے ویگن نہیں ملتے اور تمام صنعت کار کو بھی نہیں ملتے، کوئلہ والوں کو بھی نہیں ملتے ہیں اور ان کا کوئلہ بھی پڑا رہتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر محمود خان اچکزئی اور میر صابر علی بلوچ کھڑے ہو گئے)

مسٹر اسپیکر :- آپ ایک ساتھ ہی سوال پوچھ لیں ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی :- دونوں ایک ساتھ ؟

مسٹر اسپیکر :- ہاں دونوں ایک ساتھ ، یہ اچھی روایتیں ہیں جو آپ قائم کر رہے ہیں ۔

میر صابر علی بلوچ :- آپ پوچھ لیں ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی ہاں لیڈیز فرسٹ

(قطع کلامیاں)

مسٹر محمود خان اچکزئی:۔ جناب میں عرض کر رہا تھا کہ ٹرک کے ذریعہ تو گیارہ روپے ستر پیسے اور ریل کے ذریعہ آٹھ روپے اسی پیسے خرچ آتا ہے تو کیا اس کے لئے باقاعدہ ٹینڈر طلب کئے گئے تھے۔ اور کیا یہ سب سے کم ٹینڈر تھے؟

وزیر خوراک:۔ جی ہاں۔

میر صابر علی بلوچ:۔ ضمنی سوال۔ کراچی سے بذریعہ ٹرک کتنی بوریاں لائی گئیں؟

وزیر خوراک:۔ چھیاسٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ (۶۶۱۶۶) بوریاں

میر صابر علی بلوچ:۔ کیا آپ کنٹریکٹر کا نام بتا سکتے ہیں؟

وزیر خوراک:۔ آپ ایک ساتھ سب ضمنی سوال کر دیں میں ان کا ایک ساتھ ہی جواب دے دوں گا۔ اس طرح کم از کم ایوان کا اور آپ کا وقت تو بچے گا۔ تو اس کنٹریکٹر کا نام "میسرز لسبیلہ ٹرانسپورٹ کمپنی ہے"

(آواز، جام صاحب زندہ باد)
(ہنسی)

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال ۔

میر صابر علی بلوچ:۔ میں ابھی مطمئن نہیں ہوا ہوں

مسٹر اسپیکر:۔ نہیں اب آپ اگلا سوال پوچھیں ۔

میر صابر علی بلوچ:۔ جناب! میں ابھی مطمئن ہی نہیں ہوا ہوں اور مزید ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر اسپیکر:۔ کیا آپ اگلا سوال نہیں پوچھیں گے ؟

میر صابر علی بلوچ:۔ میں ابھی ان کے پچھلے سوال کے جواب سے مطمئن ہی نہیں ہوا ہوں اور مزید ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں تو مجھے وقت ملنا چاہیئے ۔

مسٹر اسپیکر:۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ آپ اگلا سوال پوچھیں

نمبر ۹۲۷ میر صابر علی بلوچ:- کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے کہ۔

مری بگٹی ایجنسی کے قیام سے لے کر اب تک اس ایجنسی میں کتنے لوگوں کو لوکل ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے۔ جن کو جاری کئے ان کے نام، ولدیت سکونت کیا ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- مری بگٹی ایجنسی کے قیام سے لے کر اب تک پولیٹیکل ایجنٹ کوہلو نے مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ جاری کئے ہیں۔

(۱) لوکل سرٹیفکیٹ = ۸۱

(۲) ڈومیسائل سرٹیفکیٹ = ۲

مندرجہ بالا ۸۳ اشخاص کے نام، ولدیت اور سکونت کوہلو سے تاحال موصول نہیں ہوئے لہٰذا یہ معلومات موصول ہونے پر پیش کی جائیں گی۔

میر صابر علی بلوچ:- مری بگٹی کے علاقوں میں ڈومیسائل کیسے؟

(آوازیں، کیا وہاں منع ہیں)

وزیر اعلیٰ:- یہ تو ترقی کی نشانی ہے کہ وہاں بھی ڈومیسائل سرٹیفکیٹ رکھنے والے لوگ رہنے لگے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال ۔

٭۹۴۰ میر صابر علی بلوچ:۔ کیا وزیر خوراک فرمائیں گے کہ گذشتہ ایک سال کے دوران ضلع چاغی میں مختلف اشیاء کے لے جانے کے لئے محکمۂ خوراک نے کس قدر پرمٹ دیئے ، کن کن اشیاء کے لئے دیئے اور کن کن اشخاص کو دیئے ؟

وزیر خوراک:۔ نہ تو محکمۂ خوراک صوبہ کے اضلاع میں مختلف اشیاء کے لے جانے کے لئے پرمٹ جاری کرنے کا مجاز ہے اور نہ ہی محکمہ خوراک نے ضلع چاغی کے لئے اس قسم کے پرمٹ جاری کیے ۔

میر صابر علی بلوچ:۔ یہ سوال میں وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر اسپیکر:۔ آپ کا سوال وزیر خوراک سے ہے ۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ جام صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

میر صابر علی بلوچ:۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ جواب دے دیں،

مسٹر اسپیکر:- غلطی آپ کریں اور خمیازہ دوسرے بھگتیں،

میر صابر علی بلوچ:- میں وزیر اعلیٰ سے ....

مسٹر اسپیکر:- آپ نے وزیر خوراک سے سوال پوچھا تھا، انہوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے،

میر صابر علی بلوچ:- جناب والا! ضروری تو میرا سوال تھا، میں اب اسے وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں،

مسٹر اسپیکر:- کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ نے اپنا سوال کس سے مخاطب ہو کر کیا تھا؟ یہ ضروری ہے کہ جسے مخاطب کیا جائے وہی جواب دے،

میر صابر علی بلوچ:- نہیں جناب میں ....

مسٹر اسپیکر:- اس طرح تو آپ کسی راہ گیر سے پوچھ سکتے ہیں کہ

کتنے پرمٹ جاری کیے۔ یہ غلطی آپ کی ہے۔

میر صابر علی بلوچ:- وزیر اعلیٰ بھی تو جواب دینے کو تیار ہیں۔

مسٹر اسپیکر:- آپ اس کے لیے نیا نوٹس دیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اب آپ اگلا سوال پوچھیں۔

نمبر ۴۱۹ میر صابر علی بلوچ:- کیا وزیر لوکل گورنمنٹ بتائیں گے کہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں مربوط دیہی ترقیاتی اسکیم میں ہر ضلع کے لیے کتنی رقم مخصوص کی گئی تھی۔ اس رقم کو کس طرح خرچ کیا گیا۔

وزیر بلدیات (میر یوسف علی مگسی):- جناب جواب دینے سے پہلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:- آپ بولیں۔

وزیر بلدیات:- میں معزز ممبر سے عرض کر دوں کہ میں نے محکمہ کا چارج سرکاری طور پر کل سنبھالا ہے۔ لیکن مجھے میاں صاحب پر پورا اعتماد ہے۔ لہٰذا میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

۱۹۷۴-۷۵ء کے دوران بلوچستان میں کل ۲۱ مراکز قائم ہیں جن میں سے ۱۴ مراکز پرانے ہیں اور سات مراکز اس سال کے دوران میں کھولے گئے ہیں۔ نئے مراکز کو ترقیاتی رقوم مہیا نہیں کی گئی تھیں۔ کیونکہ اس سال ان مراکز میں عوام سے رابطہ قائم کرکے ان کو مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے اصولوں سے روشناس کروانا تھا۔ مراکز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع	پرانے مراکز	نئے مراکز
(۱)	کوئٹہ	۱	-
(۲)	پشین	۱	-
(۳)	فورٹ سنڈیمن	۱	-
(۴)	لورالائی	۱	۱
(۵)	سبی	-	۱
(۶)	نصیر آباد	۲	۱
(۷)	مکران	۲	۱
(۸)	لس بیلہ	۱	-
(۹)	خاران	۱	-
(۱۰)	قلات	۱	-
(۱۱)	نوشکی	۱	-
(۱۲)	کچھی	۱	۱
(۱۳)	خضدار	-	۱
(۱۴)	مری بگٹی	۱	۱
		۱۴	۷

تمام پرانے مراکز میں رقوم برابر مہیا کی گئیں۔ اور مندرجہ ذیل اسکیموں کے لئے مخصوص کی گئیں۔

۱۔ انجمن ہائے امداد باہمی :۔

ہر مرکز میں تین منتخب شدہ دیہات میں تین انجمن ہائے امداد باہمی اس مقصد کے لئے قائم کرنا تھا۔ کہ زمینداروں کو ان کے گاؤں میں اعلیٰ قسم کے بیج اور کھاد مہیا کی جا سکے۔ ہر انجمن کو سولہ ہزار روپے دو سال کے لئے قرض بغیر سود کے دیا گیا۔ اس سلسلہ میں ۴۲ انجمن ہائے میں سے ۲۶ بن چکی ہیں اور باقی بنائی جا رہی ہیں۔

۲۔ قالین بافی کے مراکز

ہر مرکز میں ایک قالین بافی کا مرکز قائم کرنے کے لئے ۲۲ ہزار روپے مہیا کئے گئے۔ ہر مرکز میں چھ کھڈیاں قائم کرنی تھیں۔ اور اٹھارہ بچوں اور بچیوں کو اس فن میں تربیت دینا مقصود تھا۔ ان میں سے دس مراکز میں کام شروع کیا جا چکا ہے۔ باقی مراکز میں استاد مہیا ہونے پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔ تمام مراکز میں کھڈیاں مہیا کی جا چکی ہیں۔

۳۔ فصلوں کی بہتر اقسام کو رواج دینا :۔

اس مقصد کے لئے مختلف مراکز میں وہاں کے حالات کے مطابق مندرجہ ذیل اقسام کے تخم نمائشی پلاٹوں میں کاشت کئے گئے تاکہ اندازہ کیا جا سکے۔ کہ اگر ان اقسام کو وہاں رواج دیا جا سکے تو زمینداروں کو کتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

	فصل	قسم
(۱)	مکئی	اکبر
(۲)	چاول	اری پاک نمبر ۱
(۳)	جوار	بگدر
(۴)	ملیا	پوری
(۵)	تل	ایس - ۱۷
(۶)	گوارہ	ترقی دادہ قسم

کل ۸۶ نمائشی پلاٹس کاشت کئے گئے

۴ - بہتر نسل کی بھیڑ بکریاں اور ان کی پرورش

پندرہ اداسی نسل کے دنبے اور تیرہ بلیل نسل کے بکرے مراکز کی موزونیت کے مطابق تقسیم کئے گئے تاکہ مقامی بھیڑ بکریوں سے زیادہ دودھ اور اچھی اون اور زیادہ گوشت حاصل کیا جا سکے۔ امید ہے کہ حکومت پنجاب سے انگورہ نسل کے بکرے اس سال بھی دستیاب ہو سکیں گے۔ اور ان کو مناسب جگہوں پر تقسیم کیا جا سکے گا۔ اس طرح مزید ۸۰ دنبے اور ۲۱ بکرے اس سال تقسیم کے لئے دستیاب ہو سکیں گے۔

۵ - پرانی اور مردہ کاریزوں کا دوبارہ اجراء

تین مناسب جگہوں پر پرانی اور منہدم شدہ کاریزوں کو دوبارہ جاری کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ڈیزل انجن یا موٹریں بھی مہیا کی گئی ہیں۔ کھدائی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ امید ہے یہ پراجیکٹ بھی تھوڑے عرصے تک مکمل ہو جائے گا۔ اس اسکیم کی تکمیل پر یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ پرانی اور منہدم

شدہ کاریزوں کو کم سے کم خرچ سے کس طرح دوبارہ جاری کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح بارانی کاشت کے سلسلہ میں مناسب زرعی آلات کی خرید کا پروگرام تھا۔ جو خرید کی جا چکی ہیں۔ اور اس سال تقریباً پانچ سو ایکڑ بارانی زمین میں تجربہ کے طور پر کاشت کی جائے گی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے۔ کہ زرعی آلات اور کھاد کے استعمال سے پیداوار کو کتنا بڑھایا جا سکتا ہے۔

میر صابر علی بلوچ :- ٹھیک ہے جی میں مطمئن ہوں۔

مسٹر اسپیکر :- اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

(تحریک التواء پر اسپیکر صاحب کا فیصلہ)

وزیر زراعت (سردار غوث بخش رئیسانی) :- جناب والا! پچھلے دن ایک تحریک التوا کے سلسلے میں کسی ممبر کے کہنے پر میں نے ہاؤس میں ایک بیان دیا تھا۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ صحیح نہیں تھا۔ اب میں اس کے متعلق صحیح بات کہنا چاہتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر :- تحریک التواء پر آج میں رولنگ دینے والا ہوں

وزیر زراعت :- جی ہاں! میں اسی کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس دن کسی ممبر نے کہا تھا تو میں نے بھی کہا تھا کہ اس کیس کا فیصلہ ہو چکا

ہے، لیکن ....

مسٹر اسپیکر:۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے، وہ ریکارڈ پر آگیا ہے، اب وہ تبدیل نہیں ہوگا۔ میں اپنا فیصلہ سناتا ہوں آپ اس کو مانیں یا نہ مانیں

وزیر زراعت:۔ میں اگر کوئی غلط بات کہہ دوں تو وہ واپس نہیں ہو سکتی تو پھر جب تک آپ کو صحیح بات معلوم نہیں ہو گی، اس وقت تک آپ صحیح فیصلہ کیسے کر سکتے۔ ویسے ہم آپ کا فیصلہ ہر حال میں مانیں گے۔ ہمیں آپ کے فیصلے سے انکار نہیں ہے۔

میر قادر بخش بلوچ و میر صابر علی بلوچ:۔ جناب اسپیکر! ہم آپ کی رولنگ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وزیر صاحب کو بیٹھ جانا چاہیئے۔

وزیر زراعت:۔ میں ایک صحیح بات بتانا چاہتا ہوں اگر آپ اس کو سن لیں تو صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ میں آپ کی بات سن کر اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتا۔

وزیر زراعت:۔ حالات تو فیصلہ بدلیں گے۔

مسٹر اسپیکر:۔ میں نے بہت سے حالات سن لئے ہیں۔ اب بتلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ میری رولنگ سنیں۔

On 4th November, 1975, Mir Qadar Bakhsh Baluch moved a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discus the failure of Government to get the strike of about one thousand workers of the Machinery Maintenance Department terminated due towhich public work is suffering.

2. The Minister for Labour and the Chief Minister objected to the admissibility of this motion on the grounds that :-

1. The matter is sub-judice as it is pending adjudication before the Labour Court; and
2. It does not relate to a matter of recent and urgent public importance as the strike has been continuing since long.

3. Mir Qadar Bakhsh Baluch has produced copies of an attested order of the Labour Court dated 28th October, 1975 and an un-attested order of the said court dated 30th October, 1975. From these orders it appears that the workers resorted to strike some time before 23rd October, 1975. On this date the Director of Machinery Maintenance

Department moved the Labour Court to direct the Employees Union to call off the strike. It appears that the Court issued a prohibitory order on 24th October, 1975 directing the Union to call off the strike pending decision of the Court. The matter came up before the Court on 28th October, 1975 on which date the case was adjourned for 30th October, 1975. On 29th October, 1975 the Employees Union submitted an application to the Court alleging that the Department locked the Gate when the workers reported for duty on that date in obedience to the orders of the Court. On 30th October, 1975 the Court directed the Department to lift the lock out forthwith, pending final decision of the Court.

From this, it is clear that the strike was resorted to some time before 23rd October, 1975 and it was called off on 29th October, 1975 when the workers reported for duty pending decision of the Court. As such the matter is sub-judice and not of recent occurrence. In fact there is no longer any strike.

I , therefore , hold the motion to be out of order.

(تالیاں)

آوازیں:- مبارک ہو۔ مبارک ہو۔

مسٹر اسپیکر:- مبارک باد کے لئے تو آپ کو باہر بھی وقت مل جائے گا

بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کا مسوّدہ قانون

مصدرہ ۱۹۷۵ء

مسٹر اسپیکر:۔ اب وزیر متعلقہ بل پیش کریں۔

وزیر صحت (میاں محمد حسن شاہ):۔ میں بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء پیش ہوا۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں کیونکہ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ بلوچستان میں نرسیں اور لیڈی ہیلتھ وزیٹرز بہت کم ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر اسپیکر:۔ یہ کس خوشی میں آپ تقریر کر رہے ہیں کم ازکم قواعد ملاحظہ فرمائیں

کا تو خیال رکھا کریں ۔

وزیر صحت اپنی اگلی تحریک پیش کریں ۔

وزیر صحت :- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ

بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر صحت :- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ

بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو

فی الفور زیر غور لایا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ اب بل کو کلاز وار لیا جائے گا۔

کلاز نمبر ۲

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ کلاز ۲ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر ۳

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ کلاز ۳ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر ۴

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے
کہ کلاز ۴ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر ۵

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے
کہ کلاز ۵ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر ۶

مسٹر اسپیکر سوال یہ ہے
کہ کلاز ۶ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

تمہید

مسٹر اسپیکر :-
سوال یہ ہے
کہ تمہید کو مسودہ قانون ہذا کی تمہید قرار دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مختصر عنوان و آغاز نفاذ

مسٹر اسپیکر :-
سوال یہ ہے
کہ مختصر عنوان و آغاز نفاذ کو مسودہ قانون ہذا کا مختصر عنوان و آغاز نفاذ قرار دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر :-
اب وزیر متعلقہ اپنی اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت :-
میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔
کہ بلوچستان لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر :-
سوال یہ ہے

کہ بلوچستان لیبڈی ہیلتھ ورکرز (لازمی خدمات) کے مسودہ قانون
مصدرہ ۱۹۷۵ کو منظور کیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:- بل پاس ہو گیا۔

(گورنر کا اعلان برائے اختتام اجلاس)

مسٹر اسپیکر:- اب گورنر صاحب کا ایک حکم ہے جو میں آپ کے
سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

PROROGATION ORDER.

In pursuance of the powers conferred on me by Clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I , Ahmed Yar Khan Baluch, Governor of Baluchistan, hereby prorogue the Provincial Assembly of Baluchistan with effect from Friday the 7th of November, 1975 afternoon.

AHMED YAR KHAN BALUCH
Governor of Baluchistan.

Dated Quetta, the 7th Nov:
1975.

مسٹر اسپیکر:- اس حکم کے تحت اب ایوان کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی دس بج کر پچپن منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گئی۔)